Analysis: A Peer Review Research Journal of Language and Human Development (JLHD)

https://www.talentpublication.info/ *Issue:3/Volume: 1/2025 ISSN:2583-9985*

Introducing Urdu Ghazal to Arabs by Moulana M. Rabi’ Hasani Nadwi

عربی میں اردو غزل کا تعارف اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ؒ

ڈاکٹر قمرشعبان ندوی

Dr. Quamer Shaban

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی، بنارس ہندو یونیورسیٹی، وارانسی

Email: q.shaban82@gmail.com

Abstract: *Much has been written in Urdu and Hindi about the Urdu Ghazal. Urdu Ghazal is a preferred subject for Urdu teachers and students. Its aesthetics, history, artistic qualities, forms, criticism and countless characteristics have been dealt with thoroughly, on which thousands of articles and hundreds of books have been produced in Urdu. There are scholars who have tried to link it with Persian poetry. Some of them have found their roots in the Arabic Ghazal of the Umayyad era of Arabic poetry. And some have called Ghazal a semi-barbaric genre of literature. As some have interpreted it as the glory of poetry. Research has been done on Mir, Dard, Momin, Ghalib, Zauq, Jigar, Saghar, Josh, Faiz, Iqbal, Kaleem Aajiz and other poets. MA, MPhil, PhD and D. Litt theses have been submitted to the universities. But all these works were mostly done either in Urdu or in English and Hindi.*

Keeping all these things in mind, it was necessary to conduct a thorough discussion on the history, techniques, and characteristics of the Urdu ghazal in the Arabic language, which is one of the oldest, universal, and most living and enduring languages of the world. And it is also an official language of the United Nations. For this, Maulana Syed Muhammad Rabi' Hasani Nadvi, a writer and an expert in the literature of both languages, was more suitable than others. He had been raised in such a harmonious and wealthy environment of language, literature, culture and thought, wherein the great authors, thinkers, historians and intellectuals were born and brought up. The members of his family held high ranks in science and art, language and literature, poetry and prose, wisdom and eloquence, writing and compilations, and interpretation and translation. Maulana M. Rabi’ Hasani, with successful experiences of writing and compiling on various aspects of language and literature, criticism and history, biography and geography, Quranic studies and Islamic jurisprudence, took up this subject and wrote a book in Arabic titled “Al-Ghazal al Urdi, Mahawiruhu wa Makantuhu fi al-She'r” (The Themes of Urdu Ghazal and Its status amongst the Poetry).

This paper will, analytically and critically, deal with this aforementioned book, highlighting the salient features of the topic

and the expertise of the author. Moreover, this piece will also try to explore the importance and necessity of this book to glorify and introduce the Urdu Ghazal to the Arabs.

Key Words: Urdu Ghazal, poetry, Arabic, Persian, history, literature, concept, theme, psychology, rhythm, rhyme, epic, lyric, elegy.

تلخیص:اردوغزل پر اردو زبان میں بہت کچھ لکھا جاچکاہے، اردو کے استاذوں اور طالب علموں کے لئے اردو غزل ایک بہت ہی محبوب وپسندیدہ مضمون ہے۔ اس کی جمالیات، تاریخ، فنی خوبیاں، ہیئتیں ، تراش خراش، تنقید اور اس سے متعلق بے شمار ایسے عناوین ہیں جن پر اردو میں ہزاروں مضامین قلم بند کئے جا چکے ہیں اورسینکڑوں کتابیں تصنیف ہوچکی ہیں۔ کسی نے اس کو فارسی شاعری سے جوڑنے کی کوشش کی[1]، کسی کو اس کی جڑیں عربی شاعری کے اموی عہد کی اباحی غزل اور عذری غزل میں پیوست ملیں، کسی نے غزل کو نیم وحشی صنف شاعری کہا[2]، کسی نے اسے شاعری کی آبرو سے تعبیر کیا۔ میر، درد، مومن، غالب، ذوق، جگر، ساغر، جوش، فیض، اقبال ،عاجز اور دیگر شاعروں پر تحقیقیں ہوئیں، ایم اے، ایم فل، پی ایچ ڈی اور ڈی لٹ کے مقالے لکھے گئے۔ لیکن یہ سارے کام اکثر یا تو اردو میں ہوئے یا انگریزی اور ہندی میں۔ عربی زبان میں بھی مختلف لوگوں نے اردو کے ادیبوں اور شاعروں کا تعارف کرایا۔ ناولوں، افسانوں اورغزلوں کے عربی ترجمے ہوئے جو عالم عرب میں پسند کئے گئے۔ عالم عرب کی ان یونیورسیٹیوں میں جہاں اردو کے شعبے قائم ہیں، وہاں بھی ان پر تحقیقی مقالے لکھے گئے۔ لیکن اس حقیقت کے اعتراف کے ساتھ کہ اردو غزل کی جڑیں فارسی شاعری یا عربی شاعری میں بھلے ہی پیوست ہوں، آج اردو غزل کی اپنی ایک مستقل شان اور پہچان ہے جو پوری آب وتاب کے ساتھ قائم ہے۔ اس نے بیسیوں ایسے شاعر پیداکئے ہیں کہ غزلیات میں عالمی ادب کے بڑے شاعروں کی فہرست میں ان کا اونچا مقام ہے۔ان کی غزلیات پر تحقیقیں اور تنقیدیں عالمی ادب کا اٹوٹ حصہ بن چکی ہیں۔

[1] گل نغمہ، پٹنہ، ص: ۱۔

[2] ایضا، ص: ۳۔

https://www.talentpublication.info/ Issue:3/Volume: 1/2025 ISSN:2583-9985

مقدمہ: ان تمام باتوں کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئےضرورت تھی کہ عربی زبان، جس کا شمار دنیا کی قدیم، عالم گیر اور زندہ وپائندہ زبانوں میں ہے اور جس کو اقوام متحدہ کی ایک سرکاری زبان ہونے کا مقام بھی حاصل ہے، اس میں اردو غزل کی تاریخ، فنیات وخصوصیات پر سیرحاصل گفتگو کی جائے، ایک ایسا ادیب اس پر قلم اٹھائے جو دونوں زبانوں کے ادب کا نباض اور رمزشناس ہو، جس کی پرورش دونوں ادب کے ماہرین کی آغوش میں ہوئی ہو اور جس کو زبان وادب اور فکر وفن کا ساز گار اور خوش گوار ماحول ملا ہو، اس کے لئے مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی[3] سے زیادہ مناسب شاید کوئی دوسرا صاحب قرطاس وقلم نہ ہوتا[4]۔ گل رعنا کا مصنف ان کے نانا،پرانے چراغ، کاروان مدینہ، کاروان زندگی اور نقوش اقبال کا مصنف ان کے ماموں اور مربی حقیقی، ان کی خالہ امۃ اللہ تسنیم ایک کہنہ مشق اور با ذوق سخن ور اور سخن فہم، خاندان کے افراد علم وفن، زبان وادب، شعر وسخن، دانائی وفرزانگی، تصنیف وتالیف اور تشریح وترجمانی کے اعلی مرتبوں پر فائز۔ مولانا نے زبان و ادب، تنقید وتاریخ، سیرت وسوانح، جغرافیہ، قرآنیات اور فقہ اسلامی کے مختلف پہلوؤں پر تصنیف وتالیف کے کامیاب تجربوں کے ساتھ اس موضوع پر قلم اٹھایا اور الغزل الاردی، محاورہ ومکانتہ فی الشعر(اردو غزل کے مضامین اور شاعری میں اس کا مقام) کے عنوان پر عربی میں ایک کتاب لکھی۔ عالمی رابطہ ادب اسلامی لکھنونے ۲۰۰۶ کو اس کا پہلا اڈیشن شائع کیا۔

یہ مقالہ، موضوع کی نمایاں خصوصیات اور مصنف کی مہارت کو اجاگر کرتے ہوئے، تجزیاتی اور تنقیدی طور پر، مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ کرنے کی کوشش کرےگا ۔ ساتھ ہی، عربوں کے لیے اردو غزل کی اہمیت، عظمت اور اس کے مقام کو سمجھنے میں اس کتاب کی کیا ضرورت ہے، اس پر خامہ فرسائی کرنے کو شش کرے گا۔

---

[3] البعث الإسلامي: عدد ممتاز عن الشيخ محمد الرابع الحسني الندوي، الدكتور غريب جمعة: العلامة الشيخ محمد الرابع الحسني الندوي كما عرفته، مجلد: 69، الأعداد: 8-10، لكناؤ، الهند، ص: 22.

[4] https://www.aqlamalhind.com/?p=3055 ،

کلیدی الفاظ: اردو غزل، عربی، فارسی، شاعری، وزن، تاریخ، کلچر، رباعیات، آزادی، فہم وفراست، تنقید، فن، ادب، موسیقی، شاہ نامہ، مرثیہ، قطعہ۔

الغزل الأردي محاوره ومكانته في الشعر (اردو غزل کےمضامین اور شاعری میں اس کا مقام):

یہ کتاب رابطہ ادب اسلامی کے اشاعتی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ بشمول فہرست ۱۳۵ صفحوں پر مشتمل اس کتاب نے اردو غزل پر گفتگو کرنے سے قبل عربی اور فارسی غزلوں کی تاریخ، ان کے ادبی کردار، اہمیت، عناصر، امتیازات، ان کی جذباتی قوت وتاثیر، فنی اور تکنیکی اور نظریاتی خط وخال پر مختصر مگر جامع روشنی ڈالی ہے۔

یہ کتاب در اصل مصنف کے ان مضمونوں کا مجموعہ ہے،جو پندرہ روزہ عربی جریدہ الرائدکے ادبی کالم میں مختلف قسطوں میں شائع ہوئے تھے۔ کتاب کا مقدمہ عربی زبان کے نامور ادیب وصحافی مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی علیہ الرحمہ کے قلم سے ہے، جس میں مقدمہ نگار نے ادب وشاعری اور غزلیات کے مختلف نمونے پیش کئے ہیں، عربی غزل کے معنی ومفہوم اور اس کے عناصر کی وضاحت کرتے ہوئے بحتری،جعفربن علبہ، ابوتمام، ابو العطا سندی اورمتنبی کے اشعار سے استدلال کیاہے۔اردو غزلیات کے ہمہ جہت پہلووں کو الطاف حسین حالی کی مقدمہ شعر وشاعری [5]کی روشنی میں واضح کرتے ہوئے علامہ اقبال کے بعض شعروں کا عربی ترجمہ پیش کیا ہے، جس سے عربی غزل اور اردو غزل کے درمیان معنوی اور استدلالی فرق مبین ہوتاہے۔

کتاب کے مشمولات چھ کلیدی موضوعات پر مشتمل ہیں۔ سب سے پہلے عربی اور فارسی زبانوں میں ابتدائی شاعری کے مظاہر اور غزلیات کے معنی ومفہوم اختصار وجامعیت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔اس ضمن میں عام گفتگو میں شعر گوئی کی اہمیت، غزل اور اس کی معنویت ، انسانی زندگی ، شعور واحساسات، رنج والم، فرح و انبساط اور فطری میلانات کے اظہار وبیان میں اس کے کردار پر روشنی

[5] خواجہ الطاف حسین حالی: مقدمہ شعر وشاعری، اترپردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۲، ص: ۱۱۵۔۱۳۲۔

Analysis: A Peer Review Research Journal of Language and Human Development (JLHD)

https://www.talentpublication.info/ Issue:3/Volume: 1/2025 ISSN:2583-9985

ڈالی گئی ہے۔امروالقیس، طرفہ، صمہ بن عبداللہ اور جمیل بن معمر کے اشعارسے استدلال کرتے ہوئے عربی غزل کی دو اصطلاحوں ؛ نسیب اور تشبیب کے معنوی اور تعبیری فرق کو جامع انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔مصنف نے اپنی اس تمہیدی گفتگو میں اس بات کی پوری کوشش کی ہے کہ عربی بولنے والے قاری کو اردو غزل کی تاریخ اور اس کی فنیات سے متعارف کرانےسے قبل، عربی، فارسی اور اردو غزلیات کے درمیان جو بنیادی فرق ہے، یا اردو و فارسی غزلیات کے معنی ومفہوم میں جو وسعت پائی جاتی ہے اور تصوف وروحانیت کا جو عنصر پیدا ہوا ہے، خواجہ فرید الدین عطار، جلال الدین رومی، شمس تبریز، امیر خسرو، خواجہ حافظ، حکیم سنائی، سعدی، شیرازی اور دیگر شاعروں کے حوالوں سے اس نکتہ کو واضح کردیا جائے۔فنی اعتبار سے اردو غزل میں شعروں کی کم ازکم اور زیادہ سے زیادہ تعداد، بحر، قافیہ، ردیف، مطلع، مقطع اور تخلص جیسی دوسری اصطلاحوں کو عام فہم عربی میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔مصنف نے اس بات کو واضح کیاہے کہ شعری تخلص اردو غزل کا امتیاز ہے، عربی غزل میں تخلص کا کوئی تصور نہیں پایاجاتا ہے۔نظم، مثنوئی، قصیدہ اور شعر کی دوسری قسمیں بھی زیر بحث لائی گئی ہیں، اردو غزل کے عناصر اور اس کی قسموں پر روشنی ڈالتے ہوئے فصاحت وبلاغت کی مختلف اصطلاحوں کی اہمیت وضرورت کی نشاندہی کی گئی ہے۔غزل کے تاریخی اور سماجی ارتقا سے روشناس کراتے ہوئے رومی، سعدی، خسرو، شیرازی،جامی اور فغانی کے مختلف شعروں کا عربی ترجمہ پیش کیا گیا ہے، جس سے فارسی غزل کے مفہوم ومعنی بھی واضح ہوتے ہیں اور عربی، فارسی اور اردو غزلوں کا فرق بھی منکشف ہوتاہے۔

اس تمہیدی حصے کے بعد، اردو غزل، اس کی ابتدائی تاریخ، فارسی کا اثر اردو غزل پر، اردو غزل کے مختلف موضوعات ،اس کے اسلوب وانداز بیان اور اردو ادب میں غزل کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے محمد قلی قطب شاہ، سلطان محمد قطب شاہ، مولانا نصرتی، شمس الدین ولی، سراج الدین سراج، مرزا مظہر جان جاناں، میر تقی میر، سودا، درد، انشاء،مصحفی، ناسخ، آتش، امیر مینائی، غالب، ذوق، مومن، بہادر شاہ

ظفر، حالی، اقبال، شبلی، اکبر اور جگر کے حوالوں سے دکن، دہلی اور لکھنو اسکولس کی فنی، فطری اور ذوقی خوبیوں اور باریکیوں کو قلم بند کیا گیا ہے۔

کتاب کا تیسرا کلیدی موضوع جس پر مصنف نے بہت جامع گفتگو کی ہے وہ ہے انسانی زندگی کے مختلف میدانوں میں اردو غزل کا اثر۔ اردو غزل میں انسانی جذبات واحساسات کی عکاسی، استعاروں اور کنایوں کا استعمال، مے ،میکدہ اور ساقی کا ذکر، عاشق ومعشوق کی نفسیاتی کیفیات کا دل آویز بیانیہ، گل وبلبل، باغ وبہار، وصال وفراق، یاس وقنوط، واعظ وناصح اور دیگر مضامین کی اہمیت کو غالب اور مرزا مظہر جان جاناں کے بعض شعروں کے عربی ترجموں سے مدلل ومبرہن کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں میرتقی میر، میر درد، انعام اللہ خان، یقین، مومن، امیر اللہ تسلیم اور اکبر الہ آبادی کے شعروں کے جو عربی ترجمے پیش کئے گئے ہیں ان سے موضوع کی مزید تشریح وتفہیم ہوتی ہے۔

اردو غزل کے تاریخی ارتقا کو بالتفصیل واضح کرنے کے لئے مصنف نے سراج الدین سراج، مرزا مظہر جان جاناں، سودا، درد، میر، ذوق، ظفر، مومن اور غالب کے مختصر مگر جامع خاکے پیش کئے ہیں اور بطور نمونہ ان کے چننده شعروں کے ترجمے بھی کئے ہیں ، جس سے کتاب کی تاریخی اور ادبی اہمیت دو چند ہوتی ہے، اردو غزل کی تاریخ اہل عرب کے لئے مزید واضح ہوکر سامنےآتی ہے اور مولانا کا ادبی ذوق بھی اظہر من الشمس ہوتاہے۔

۱۸۵۷ کے بعد ہندوستان میں انگریزوں کی باضابطہ حکومت قائم ہوگئی تھی، یہ دور کئی اعتبار سے تاریخ ہند کا انقلابی دور تھا، مسلم حکم رانوں کے زوال کی تاریخ شروع ہوتی ہے، شاعروں، صحافیوں، ادیبوں، سماجی کارکنوں اور اہل علم کی طرز زندگی بدلتی ہے، نئے نئے افکار ونظریات کروٹ لیتے ہیں، فکریں نئے زاویوں کی تلاش کرتی ہیں، اردو غزل جو اس وقت تک ایک طاقت ور، موثر اور مستحکم صنف سخن کی حیثیت سے وجود پا چکی تھی، ایسی صورت حال میں ،ملک کی سیاسی، سماجی اور تعلیمی زبوں حالی کی عکاسی کرنے میں اہم کردار اداکرنا شروع کرتی ہےـشاعروں کے نزدیک غزل کا معنوی

Analysis: A Peer Review Research Journal of Language and Human Development (JLHD)

https://www.talentpublication.info/ Issue:3/Volume: 1/2025 ISSN:2583-9985

اور تعبیری دائرہ کاروسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے، استعماری طاقتوں کے مظالم اور ملک کے نشیب وفراز اردو غزل کا موضوع بنتے ہیں، جس سےاس کو ایک نئی جہت اور نئی بلندی ملتی ہےـمولانا نے اپنی کتاب میں غزل کے اس پہلو کو بھی جامع انداز میں اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ الطاف حسین حالی، شبلی نعمانی اور علامہ اقبال کی شاعری میں یاس و قنوط، امید ورجا اور عظمت رفتہ کا جو ذکر ملتاہے اس کو واضح کرتے ہوئے اس کے اسباب وعوامل بیان کئے ہیں۔ اس ضمن میں حالی، شبلی، اکبر اور اقبال کے خاکے اور شعری نمونوں کے عربی ترجمے پیش کئے ہیں۔ کتاب کی آخری بحث ،اردو غزل پر دور جدید کے اثرات پرمرتکز ہے، ملک آزاد ہواتو اس نے کئی خوں ریزیاں دیکھیں ،تقسیم کا اندوہ ناک منظر دیکھا، فرقہ وارانہ فسادات دیکھے، مسلمانوں کو رسوائی کی گھری کھائی میں لڑھکتے دیکھا، ان حالات نے کچھ ایسے شعراء پیدا کئے جنہوں نے اردو غزل کو انقلابی شاعری بنادیا، فیض کی غزل : ’’ہم دیکھیں گے‘‘ نے نہ جانے کتنی بار حکم رانوں کے ایوانوں کو لرزہ بر اندام کیا، جوش ملیح آبادی کی شاعری نے اہل حکومت کی نیندیں حرام کیں، حسرت موہانی، فراق ، مجاز، نشور واحدی، جگر اور کلیم عاجز، یہ وہ شعراء ہیں جن سے اس دور کی غزل کے سامنے عروج وترقی کی نئی راہیں کھلیں ؛ غزل اب محض گل وبلبل اور کاکل ورخسار کی شاعری نہ رہی بلکہ اس نے اپنے اندرظالموں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی ہمت وجسارت پیداکی، قومی اور بین اقوامی پیمانے پر رونما ہونے والے مد وجزر کےاظہار وبیان کا ہنر سیکھا۔

کلیم عاجز کا تعلق بہار کے جس علاقے سے تھا وہ پورا علاقہ اور ان کا پوراخاندان فرقہ وارانہ فسادات کی آگ میں جھلس گیا[6]، کلیم عاجز نے خاک وخون کی ان کرب انگیز داستانوں کو جب غزل کا جامہ پہنایا اور گنگنانا شروع کیا :

---

[6] جاوید عبد العزیز: کلیم عاجز اور نثری نگارشات، براون بک پبلیکشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۳، ص: ۱۵۔

بیاں جب کلیم اپنی حالت کرے ہے
غزل کیا پڑھے ہے قیامت کرے ہے[7]

اور یہ کہ :

مرے ہی لہو پر گزر اوقات کروہو
مجھ سے ہی امیروں کی طرح بات کروہو

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کروہو کی کرامات کرو ہو [8]

تو اردو غزل نہ صرف ایک درنایاب کی حیثیت سے جگمگا اٹھی بلکہ اس انداز وبیان نے اردو غزل کو انمٹ اور لازوال بنادیا۔ مصنف نے اپنی کتاب کو کلیم عاجز کے خاکے اور شعری نمونوں کے عربی ترجمے پر تمت بالخیر کیا۔

خاتمہ:

عربی زبان میں اردو غزل کے تعارف پر مولاناسید محمد رابع حسنی ندوی کی کتاب الغزل الأردي، محاورہ ومکانتہ فی الشعر(اردو غزل کے مضامین اور شاعری میں اس کا مقام)، ایک نہایت جامع، پرمغز اور مدلل کتاب ہے، اس کو پڑھنے کے بعد قاری بآسانی اور بخوبی عربی، فارسی اور اردو غزلوں کے درمیان فنی، معنوی اور استدلالی فرق کو سمجھ سکتاہے، اردو غزل کی ابتدائی تاریخ سے لے کر، انگریزوں کی حکومت اور دور جدید تک اردو غزل کے معیاری نمونوں اور ان کے تخلیق کاروں کی طبعی، ثقافتی اور فنی خوبیوں سے واقف ہوسکتاہے۔ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سےاگر تھوڑی اور مفصل ہوتی تو شاید اور زیادہ مفید ثابت ہوسکتی تھی ،اسی کے ساتھ اگر مصنف نے اردو غزلیات پر تنقیدی نگاہ ڈالی ہوتی تو کتاب کی ادبی اور فنی حیثیت مزید دو بالا ہوجاتی۔

الغرض،اختصار کے باوجود؛ کتاب کی جامعیت ،موضوع کے ہمہ جہت پہلووں پر مصنف کی مدلل گفتگو اور جا بجا فارسی اور اردو شعروں کے بامحاورہ عربی ترجموں سے مصنف کے ادبی ذوق، عربی، فارسی، انگریزی اور اردو ادب کے گہرے اور وسیع مطالعے کا پتہ چلتاہے۔اور بلاشبہ یہ کتاب اہل عرب کو اردو غزل سے

---

[7] عاجز، کلیم: وہ جو شاعری کا سبب ہوا، بزم کاف، پٹنہ، جنوری ۱۹۷٦، ص: ۳۳۰۔

[8] کلیات کلیم عاجز، فرید بکڈپو، دہلی، ۲۰۱٦، ص: ۲۲۲۔

متعارف کرانے کے لئے ایک بہترین تحفہ ہے۔

***

مآخذ:

1- احمد، عظیم الدین: گل نغمہ، بی ڈی کھنہ، داناپور، پٹنہ۔
2- جاوید عبد العزیز: کلیم عاجز اور نثری نگارشات، براون بک پبلیکشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۴۔
3- حالی، خواجہ الطاف حسین: مقدمہ شعر وشاعری، اترپردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۲
4- عاجز، کلیم: کلیات کلیم عاجز، مرتبہ: فاروق ارگلی، فرید بکڈپو، نئی دہلی، ۲۰۱۶۔
5- عاجز، کلیم: وہ جو شاعری کا سبب ہوا، بزم کاف، پٹنہ، جنوری ۱۹۷۶۔
6- مولانا حکیم سید عبد الحی : گل رعنا، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڈھَ
7- ندوی، محمد رابع حسنی: الغزل الاردی محاوره ومکانتہ فی الشعر، عالمی رابطہ ادب اسلامی، ۲۰۰۶، لکھنو۔
8- البعث الإسلامي: عدد ممتاز عن الشيخ محمد الرابع الحسني الندوي، مجلد: 69، الأعداد: 8-10، لکناؤ، الهند
9- https://www.aqlamalhind.com/?p=3055
10- https://iumsonline.org/ar/ContentDetails.aspx?ID=28735

***